والدینِ مصطفیٰ ﷺ

حالات و ایمان

تالیف،

محمد یسین قصوری نقشبندی

مکتبہ جمالِ کرم

۹۔ مرکز الاویس (رستا ہوٹل) نزد دربار مارکیٹ۔ لاہور

فون: پی پی ۷۳۳۳۹۴۸

حسن ترتیب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1-	فہرست	4
2-	انتساب	5
3-	تقریظ	6
4-	حالات والدین مصطفےٰ ﷺ	9
5-	حضرت عبداللہ کا حسن و جمال	10
6-	زمین و آسمان اور جنت میں خوشیاں	11
7-	حضرت عبداللہ حفاظت الٰہی میں	12
8-	حضرت عبداللہ کی شرافت	12
9-	حضرت عبداللہ کی اولاد	13
10-	حضرت عبداللہ کی وفات	13
11-	حالات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا	14
12-	سیدہ آمنہ کا انتقال	15
13-	سیدہ آمنہ کا مزار	15
14-	سیدہ آمنہ کی عمر مبارک	15
15-	اثبات ایمان والدین مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں	17
16-	ایمان والدین مصطفیٰ اور حدیث	22
17-	طہارت نسب	22
18-	خاندانی عظمت	24
19-	ابوین مصطفیٰ کے ایمان پر علماء امت کا اجماع	27
20-	چودہ سو سال بعد حقیقت کا انکشاف	29

الانتساب

اپنے والد محترم المغفور والمرحوم (اعلی اللہ مقامہ فی الجنتہ)
(اللہ تعالیٰ اپنے نبی محترم ﷺ کے والدین کریمین کے طفیل ان کی مغفرت فرمائے)
اور والدہ محترمہ دامت برکاتہا العالیہ کے نام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد یٰسین قصوری عفی عنہ

www.faiz-e-nisbat.weebly.com

تقریظ

شیخ طریقت وشریعت حضرت العلام ابوالعلاء مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی دامت برکاتھم ناظم وشیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور

حامدا و مسلما. امابعد. فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی قصور نے رسالہ ''التحقیق العمیق فی ایمان اباء النبی الشفیق'' بفضلہ تعالیٰ من اولہ واخرہ مطالعہ اور ملاحظہ کیا میں نے اسے اسم بامسمیٰ پایا۔ مؤلف رسالہ ہذا کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقہ جلیلہ سے ان کے بیان میں اورزور بیان عطافرمائے مدینہ طیبہ کی بار بار حاضری نصیب فرمائے۔

ا۔ اس سلسلے میں معترضین کا آیت واذ قال ابراھیم لابیہ آذر سے استدلال کرنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر تھا اور آذر مشرک یہ استدلال غلط ہے اس لئے اگر آذر آپ کا آب حقیقی ہوتا تو آذر ''ابیہ'' کا بدل نہ آتا جیسا کہ واذ قال یوسف لابیہ میں یعقوب بدل نہیں آیا کیونکہ آپ اب حقیقی ہیں، مگر آذر ''اب'' حقیقی نہیں۔ اگر اب حقیقی ہوتے تو ان کو بدل کے طور پر نہ لایا جاتا۔ آپ کے باپ کا نام تارخ تھا۔

۲۔ حضرت یونس علیہ اسلام مچھلی کے پیٹ میں رہیں تو مچھلی جنتی بن جائے سرکار دو عالم ﷺ جس ماں کے پیٹ میں رہیں وہ جنتی کیوں نہ بنے؟

۳۔ زمانہ فترت (انقطاع وحی کا زمانہ جو چھ سو سال کا ہے) کے لوگ جبکہ کفر وشرک سے ملوث نہ ہوں تو وہ ناجی ہوتے ہیں۔ آپ کے والدین کریمین شریفین بھی زمانہ فترت کے افراد ہیں لہٰذا جنتی ہیں۔

۴۔ شرح فقہ اکبر میں جو لکھا ہے ماتا علی الکفر ای علی عہد الکفر وہ اصل عبارت یوں ہے ماتا علی الفترت بعض نسخوں میں ہے ماتا علی الفترۃ حرمین شریفین کے کتب خانہ میں جو شرح فقہ اکبر کا نسخہ ہے اس میں یوں ہے ماتا علی الفترۃ اور ماتا علی

الفطرة. ماتا علی الکفر ہوگیا۔تطاول زمانہ وکتابت دوران سے ماتا علی الکفر ہوگیا۔

۵۔سرکار کا اپنے والدین کریمین کو زندہ کر کے اسلام پیش کرنا۔

اس روایت کو بعض لوگ خلاف عقل اور خلاف نقل قرار دیتے ہیں۔وہ سمجھیں کہ علامہ شامی نے کہا کہ جب سورج کو واپس لوٹا کر اللہ تعالیٰ حضرت مولیٰ علی کی نماز عصر کو قبول کر سکتا ہے تو آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ فرما کر ان کے ایمان کو بھی قبول فرما سکتا ہے۔(فتاوی شامی)

۶۔حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا اسم مبارک اور حضرت آمنہ کا اسم مبارک وضاحت کر رہے ہیں کہ یہ ذی شرف جوڑا شرک سے ملوث نہ تھا۔حضرت عبداللہ!، اللہ کا بندہ۔ آمنہ۔امن میں رہنے والی، جہنم کی آگ سے امن میں رہنے والی۔

۷۔وارزق اھلہ من الثمرات من امن منھم باللہ والیوم الاخر" آپ کی اولاد سے وہ کون ہیں؟ وہ یہی ہیں!

۸۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک رومال سے سرکار نے چہرہ کو خشک کیا تو آگ اس پر اثر نہ کرتی۔یہاں تک کہ اگر رومال میلا ہو جاتا تو تندور میں ڈالتے تو میل کچیل جل جاتی اور رومال صاف ہو جاتا تو اس کو آگ سے نکال لیتے۔

سرکار کی والدہ ماجدہ جن کے برج مبارک میں سرکار رہیں، وہ ماں کیسے جہنم کی آگ میں جائے گی؟

۹۔سرکار ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر (انور) کی زیارت کی۔قبر (انور) کی زیارت کرنا ہی ان کے ایمان کی بین دلیل ہے۔کیونکہ قرآن فرماتا ہے ولا تقم علی قبرہ محبوب اس (کافر) کی قبر پر کھڑے نہ ہوں۔اگر آپ ﷺ کی والدہ (معاذ اللہ) کافرہ ہوتیں تو زیارت قبر کی اجازت نہ ملتی۔جب بفضلہ تعالیٰ بخشی ہوئی ہیں تو دعا مغفرت کی ضرورت ہی نہیں۔

۱۰۔اللھم اجعلنی مقیم الصلوۃ و من ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی والوالدی و للمومنین یوم یقوم الحساب ط

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم مومن تھے تب ہی آپ نے دعا کی رب اغفرلی والوالدی اگر کافر ہوتے تو مغفرت کی دعا نہ کرتے۔

واضح طور پر ثابت ہوا کہ سرکار کے والدین کریمین اور آباؤ اجداد حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام تک ساری کی ساری دونوں لڑیاں باپوں کی اور ماؤں کی ستھری، پاکیزہ اور ایماندار ہیں۔

فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری رضوی برکاتی

شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور

حالات والدین مصطفیٰ ﷺ

حضرت آدم کے فرزند عظیم، رشک ملائکہ، حسن و جمال کے پیکر، نور الٰہی کے امین، جگر گوشہ عبدالمطلب، خاتون آمنہ کے مثالی شوہر اور پدر مصطفیٰ سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۵۵۴ء/۲۴ جلوس نوشیروانی میں ہوئی۔(۱)

سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ حضرت عدنان تک متفقہ ہے، اس سے اوپر کثیر اختلاف پایا جاتا ہے۔

چنانچہ آپ کا نسب یوں بیان کیا جاتا ہے، عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، اگرچہ مورخین نے اس کے بعد بھی سیدنا آدم تک آپ کا شجرہ نسب لکھا ہے لیکن چونکہ اس میں اختلاف ہے لہٰذا ہم نے اسے قصداً نقل نہیں کیا۔(۲)

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابومحمد، نام عبداللہ اور لقب ذبیح تھا بعض سیرت نگاروں کا کہنا ہے کہ آپ کا اصل نام عبدالدار تھا، جب سیدنا حضرت عبدالمطلب نے آپ کے بدلے اونٹ بطور فدیہ دیئے تھے اس وقت فرمایا تھا یہ "عبداللہ" ہیں چنانچہ اس کے بعد آپ عبداللہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔(۳)

حضرت عبداللہ حضرت عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے اور پیارے بیٹے تھے آپ دوسرے بھائیوں سے حسن و جمال کے لحاظ سے لاثانی تھے۔ ایک دفعہ سیدنا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میں اپنے دس بچوں کو نوجوان پالوں، تو ایک لڑکے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذبح کروں گا چنانچہ آپ کے دس بیٹے جوان ہو گئے اب اپنی نذر کے ایفا کا وقت آ چکا ہے۔ اپنی نذر کے سلسلے میں تمام لڑکوں کو جمع کر کے آگاہ کیا۔ تمام نے رضائے الٰہی کے لئے ذبح ہونے کے لئے لبیک کہا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ذبح کے مسئلہ کو قرعہ اندازی کے

ذریعے حل کرنے کی کوشش کی اور انہوں نے سو اونٹ ذبح کردیئے۔(۴)

اسی تاریخی نذر کی وجہ سے سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا لقب ذبیح رکھا گیا اور حضور اقدس ﷺ نے فرمایا انا ابن الذبیحین۔(۵)

میں دو ذبیحوں (حضرت اسماعیل و حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

باعظمت نام:

آپ کا اصل نام عبداللہ تھا لیکن آپ کی خوبیوں اور کمالات کی بناء پر لوگوں نے اور بھی نام رکھے ہوئے تھے چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ ابوالحسن بن عبداللہ البکری لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان سے گزرتے تو لوگ آپ کی پیشانی میں چمکتا ہوا نور دیکھتے اس وجہ سے اہل مکہ نے آپ کا نام (مصباح الحرم) ''حرم کا چراغ'' رکھا ہوا تھا۔(۷)

حضرت عبداللہ کا حسن و جمال:

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قدرت نے مثالی حسن و جمال عطا فرمایا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے بارہا عورتوں نے آپ کو وصال کی دعوت دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ چنانچہ آپ کے حسن و جمال کی ایک جھلک اور حضرت آمنہ سے شادی کا معتبر واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ کے حسن و جمال کی شہرت عام تھی اور یہ شہرت ذبیحہ کے واقعہ سے مزید عام ہوئی قریش کی عورتیں آپ کا احترام کرتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو عفت و پاک دامنی کے پردے میں محفوظ فرما دیا تھا۔ اہل کتاب (یہود وغیرہ) آپ کی صلب میں نبی آخرالزمان ﷺ کے نور کے آثار دیکھتے تو حسد و عداوت سے کام لیتے بعض اوقات آپ کو شہید کرنے کے قصد سے مکہ مکرمہ کے راستوں میں عجیب و غریب آثار دیکھ کر ناامیدی کی حالت میں واپس پلٹ جاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بغرض شکار باہر تشریف لے گئے۔ دیکھتے ہیں کہ اہل کتاب کی ایک جماعت ملک شام کی طرف سے آپ کو شہید کرنے کے قصد سے آپ کی طرف بڑھ رہی ہے حضرت آمنہ کے والد ماجد جناب حضرت وھب بن مناف بھی اس

میدان میں موجود تھے انہوں نے خود دیکھا کہ اچانک غیب سے ایسے سوار ظاہر ہوئے کہ جو اس دنیا کے دکھائی نہیں دیتے تھے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے اہل کتاب کو بھگا دیا بعدازاں گھر آئے اور یہ تمام عجیب وغریب واقعہ اپنے اہل خانہ کو سنایا اور اپنی لڑکی آمنہ کی شادی حضرت عبداللہ کے ساتھ کرنے کے سلسلے میں مشورہ کیا۔ حضرت عبدالمطلب کو پیغام بھیجا گیا اور حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ سے کردی گئی۔ (۸)

زمین، آسمان اور جنت میں خوشیاں:

جب نور مصطفیٰ سیدہ آمنہ کے ہاں منتقل ہوا تو زمین، آسمانوں اور جنت میں خوشیاں منائی گئیں چنانچہ علامہ البکری لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت عبدالمطلب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ تم فرشتوں کی صفوں میں سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر اعلان کردو۔ چنانچہ ارشاد الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے جناب جبریل علیہ السلام نے اعلان کیا بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کی تکمیل فرمادی ہے اور اپنی مشیت کو پورا فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اپنے نبی کے بھیجنے کے سلسلے میں حق ہے کہ وہ بشیر، نذیر، سراج، منیر، نیکی کی دعوت دینے والا برائی سے منع کرنے والا، اللہ کی طرف لوگوں کو رغبت دلانے والا اور امانت دار ہوگا۔ اس کے نور کو اللہ تعالیٰ تمام ممالک میں ظاہر فرمائے گا وہ تمام لوگوں کے لئے رحمت ہوں گے وہ شرف ورضا کو پسند کرنے والے اور برائی سے اجتناب کرنے والے ہوں گے وہ ایک ایسا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم سے قبل تم پر منکشف فرمایا تھا اس کا نام آسمانوں پر احمد، زمین پر محمد اور جنت میں ابوالقاسم ہے۔ اس موقع پر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وتقدیس، تحمید اور تسبیح پڑھتے ہوئے حضرت جبریل کے اعلان کا جواب دیا۔ بعدازاں جنت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ دوزخ کے دروازے بند کردیئے گئے حور وغلمان خوشی سے جھوم اٹھے حوروں نے اپنے آپ کو سجالیا اور پرندے درختوں کی ٹہنیوں پر اللہ تعالیٰ کی تہلیل، تسبیح اور تقدیس کے گیتوں میں مصروف ہوگئے۔ (۹)

حضرت عبداللہ حفاظت الٰہی میں:

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو طرح طرح کے عجیب وغریب خواب بھی آیا کرتے تھے، چنانچہ آپ نے ایک رات پریشان کن خواب دیکھا اور اس سے گھبرا کر اپنے والد ماجد عبدالمطلب کے پاس گئے۔ جناب عبدالمطلب نے جب چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے تو فرمایا اے میرے بیٹے تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ تمہیں پریشانی اور مصیبت سے محفوظ رکھے گا جو تم نے خواب دیکھا ہے اس بارے میں مجھے مطلع کیجیے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خواب کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ میں نے خواب میں یہودیوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں اور وہ یہودی بندروں کی شکل میں ہیں گویا اپنے گھٹنوں پر جھکے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی تلواروں کو حرکت دیتے ہوئے میری طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جب میں ان کو ایسی کیفیت میں دیکھتا ہوں تو میں ہوا میں بلند ہوتا ہوں میں بلندی کی حالت میں تھا کہ اچانک آگ کا نزول ہوتا ہے اور میں آگ دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔ وہ آگ ان بندروں پر گرتی ہے اور ان کو جلا دیتی ہے۔

جناب عبدالمطلب نے فرمایا اے میرے بیٹے تمہیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر برائی سے بچائے گا اور لوگ اس نور کے سبب تجھ سے حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری پیشانی میں بطور امانت رکھا ہے۔ فرمایا:

''اے میرے پیارے بیٹے خدا کی قسم اگر تمام زمین والے لوگ جمع ہو کر بھی اس نور کو ختم کرنے کی کوشش کریں، تو ختم نہیں کر سکیں گے کیونکہ یہ نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے پاس ودیعت رکھا گیا ہے۔'' (۱۰)

حضرت عبداللہ کی شرافت:

زمانہ جاہلیت میں گناہوں سے بچنا ناممکن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت عبداللہ کو ہر عیب سے محفوظ رکھا۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبدالمطلب اپنے

بیٹے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر لے جا رہے تھے کہ راستے میں بنو اسد کی ایک خوبصورت عورت ملی۔ اس نے جب حضرت عبداللہ کے چہرے کو دیکھا تو فوراً سوال کیا کہ اے عبداللہ تم کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا میں اپنے باپ کے ساتھ جا رہا ہوں۔ اس (عورت) نے کہا کہ جتنے اونٹ تمہاری طرف سے بطور فدیہ ذبح کیے گئے تھے میں (بطور حق مہر) ادا کروں گی تم میرے ساتھ شادی کر لو۔ آپ نے جواب دیا میں اپنے باپ کی مخالفت، فراق اور نافرمانی پسند نہیں کرتا۔ حضرت عبدالمطلب آپ کو لے کر وھب بن مناف کے پاس آئے۔ وہب اس وقت قبیلہ بنی زہرہ میں حسب ونسب کے اعتبار سے معزز اور سردار تھے چنانچہ انہوں نے آپ کا نکاح حضرت آمنہ سے کر دیا۔ حضرت آمنہ بھی حسب ونسب کے لحاظ سے باعزت خاتون تھیں اس طرح نور محمدی کی مقدس امانت سیدہ آمنہ کی طرف منتقل ہو گئی۔ (۱۱)

حضرت عبداللہ کی اولاد:

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ بیٹا ایسا ہے جن کو آسمانوں میں احمد اور زمین پر محمد ﷺ کے نام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ محمد رضا لکھتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کے نام کے علاوہ حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کی اولاد نہیں تھی حضرت عبداللہ نے آمنہ کے علاوہ اور حضرت آمنہ نے حضرت عبداللہ کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کی تھی۔ (۱۲)

حضرت عبداللہ کا انتقال:

حضرت عبدالمطلب کے تمام صاحبزادوں کا ذریعہ معاش تجارت تھا چنانچہ سیدنا حضرت عبداللہ نے بھی اسی پیشے کو اختیار فرمایا۔ حضرت عبداللہ ایک دفعہ بغرض تجارت ملک شام تشریف لے گئے واپسی پر جب سرزمین مدینہ طیبہ میں پہنچے تو شدید علیل ہو گئے قبیلہ بنو نجار کے لوگوں نے بیمار پرسی کی علالت روز بروز زور پکڑتی گئی حتیٰ کہ آپ بہت نحیف اور کمزور ہو گئے۔ قافلے کے لوگوں نے سرزمین مکہ مکرمہ پہنچ کر آپ کے والد محترم حضرت عبدالمطلب کو آپ کی

بیماری کی اطلاع دی۔ انہوں نے اپنے بڑے لڑکے حارث کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ جناب حارث کے پہنچنے سے قبل حضرت عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور سرزمین مدینہ طیبہ میں آپ کی تجہیز و تکفین اور تدفین عمل میں لائی گئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی۔ (۱۳)

سیدنا حضرت عبداللہ قانع، متقی، دنیا و مافیھا سے اجتناب برتنے والے اور مقبول بارگاہ الٰہی تھے۔ آپ دنیا کا مال کثیر تعداد میں جمع نہیں فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ جب آپ کا وصال ہوا آپ نے دوسرے لوگوں کی طرح بے پناہ اموال بطور ترکہ نہیں چھوڑا تھا بلکہ چند چیزیں تھیں۔ چنانچہ سیرت نگار لکھتے ہیں۔

''حضرت عبداللہ نے ایک لونڈی (مسماۃ) ام ایمن، پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں بطور وراثت چھوڑیں، اور رسول اللہ ﷺ ان چیزوں کے وارث بنے۔'' (۱۴)

حضرت آمنہ بنت وھب رضی اللہ عنہا:

مادر مصطفیٰ ﷺ کا اسم گرامی آمنہ (عیوب سے محفوظ خاتون) اور والد کا نام وھب تھا۔ نسب نامہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔

آمنہ بنت وھب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی (۱۵)

آپ کے نسب نامہ میں بھی کوئی فرد ایسا نہیں تھا جس نے کبھی برائی وغیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔ چنانچہ امام اسماعیل بن کثیر لکھتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ والد ماجد اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسب و نسب کے لحاظ سے اشرف و محترم تھے۔ (۱۶)

زمانہ قبل از اسلام میں بدکاری، عیاشی، فحاشی اور دیگر جرائم عام تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت عبداللہ کو تمام عیوب سے محفوظ رکھا ایسے مادر مصطفیٰ جناب حضرت خاتون آمنہ رضی اللہ عنہا کو بھی عفت و عصمت کے پردے میں رکھا۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یعنی حضرت آمنہ اپنے زمانے میں حسب و نسب کے اعتبار سے قریش میں افضل ترین خاتون تھیں۔ (۱۷)

سیدہ آمنہ کا انتقال:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے تقریبا سات مہینے بعد بارہ ربیع الاول شریف میں حضور سرور کائنات فخر موجودات خاتم الانبیا ﷺ کی سرزمین مکہ مکرمہ میں ولادت باسعادت ہوئی حضرت آمنہ ﷺ نے چھ سال تک خوب دل بھر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت و پرورش کا شرف حاصل کیا۔

ایک دفعہ سیدہ آمنہ حضور ﷺ کو لے کر آپ کے ننھیال سرزمین مدینہ طیبہ میں ملاقات کی غرض سے تشریف لائیں۔ ایک مہینہ وہاں قیام کیا بعد ازاں وہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہوگئیں راستے میں شدید علالت کا شکار ہوگئیں سخت بیماری کے باعث سفر کی حالت میں ابواء کے مقام (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے) پر انتقال کر گئیں۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ ام ایمن لونڈی بھی تھی۔ حضرت آمنہ کو مقام ابواء میں ہی دفن کر دیا گیا اور ام ایمن نے حضور کو سرزمین مکہ میں لا کر حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ (۱۸)

سیدہ آمنہ کا مزار:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ابواء مقام پر دفن کیا گیا تھا یہ مقام مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان میں ہے ہجرت کے چھٹے سال حضور اقدس ﷺ اپنے صحابہ کو ساتھ لے کر عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے جب آپ ابواء کے مقام پر پہنچے تو اللہ کی طرف سے آپ کو والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کے لئے اجازت مل گئی۔ چنانچہ حضور قبر انور کے قریب آئے اور خوب روئے اور صحابہ بھی روئے آپ سے صحابہ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا مجھے میری والدہ کی محبت یاد آ گئی تھی جس وجہ سے میں رو پڑا۔ (۱۹)

حضرت آمنہ کی عمر مبارک:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی عمر کتنی تھی؟ اس سلسلہ میں سیرت نگاروں کے مختلف اقوال ملتے ہیں۔ لیکن علامہ جلال الملت والدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے کہ حضرت

عبداللہ کی عمر شریف اٹھارہ سال اور حضرت آمنہ کی تقریباً بیس یسال تھی۔ چنانچہ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔

یعنی حضور اقدس ﷺ کے والد محترم کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی اور آپ کی والدہ محترمہ (حضرت آمنہ) کی تقریباً بیس سال کی تھی۔ (۲۰)

اثباتِ ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ

قرآن کی روشنی میں

بعض لوگ جہاں ذات مصطفیٰ ﷺ پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں وہاں انہوں نے حضور ﷺ کے والدین کریمین (فداھما امی وابی) کے ایمان کے مسئلہ کو بھی موضوع بحث بنا رکھا ہے۔ ان کے اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ کا انتقال اس وقت ہو گیا تھا جب حضور ﷺ ابھی شکم مادر میں تھے اور مخدومہ کائنات سیدہ آمنہ کا انتقال اس وقت ہو گیا جب آپ کی عمر چھ سال تھی اور چونکہ آپ کے والدین نے آپ کے اعلان نبوت کا زمانہ نہیں پایا اس لئے وہ مسلمان نہ ہوئے۔ (معاذ اللہ)

میں تو جب بھی معترضین کے اعتراضات اور طرز گفتگو کا تصور کرتا ہوں تو کانپ کانپ جاتا ہوں سارا جسم لرز جاتا ہے اور یہ سوچ کر حیران رہ جاتا ہوں کہ اعتراض کرنے والے بھی اسی نبی معظم کے کلمہ گو ہونے کے مدعی ہیں جن کے والدین کو وہ ایماندار بھی ماننے کو تیار نہیں۔ مزید ستم کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اس دعویٰ کو بڑی بے باکی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

درج ذیل سطور میں نہایت اختصار سے والدین مصطفیٰ ﷺ کے ایمان کا جائزہ قرآن وسنت اور اقوال صحابہ اور اقوال علماء کی روشنی میں لیا جا رہا ہے تاکہ معترضین کے مکروہ پراپیگنڈہ کی اصل حقیقت آپ پر واضح ہو جائے۔

حضور سرور کائنات ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں چار اقوال ہیں۔

۱۔ ان کی وفات دین ابراہیمی پر ہوئی۔

۲۔ وہ دین فترت پر تھے۔

۳۔ وہ فوت تو دین فترت پر ہوئے لیکن اعلان نبوت کے بعد حضور ﷺ نے انہیں زندہ فرما کر اسلام کی دولت سے مالا مال کیا اور انہیں مرتبہ صحابیت بھی حاصل ہو گیا۔

۴۔ جبکہ چوتھا گروہ معترضین کا ہے جن کا کہنا ہے کہ ان کی وفات کفر پر ہوئی (نعوذ باللہ)

مندرجہ بالا چار اقوال میں سے چوتھے قول کو علمائے اسلام نے رد کر دیا ہے اور باقی تین اقوال اختیار کئے ہیں۔ جن کی روشنی میں علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کے والدین کریمین دین ابراہیمی یا دین فترت پر تھے ان کی وفات عقیدہ توحید پر ہوئی اور وہ قطعی جنتی ہیں۔

قرآن پاک ایک جامع کتاب اور سر چشمہ رشد و ہدایت و معرفت ہے یہ کتاب جملہ علوم و فنون کی حامل ہے ایسے تمام مضامین کی جامع بھی ہے۔ اس میں جہاں دوسرے ہزاروں مضامین بیان ہوئے وہاں ساتھ ساتھ ابوین مصطفیٰ کے ایمان کے مسئلہ کو بھی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس مسئلہ پر کثیر آیات مبارکہ ہیں لیکن ہم صرف ایک آیت اور اس کی تفسیر پر اکتفا کریں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی آخر الزمان ﷺ کے والدین کریمین بلکہ تمام آباؤ اجداد کے ایمان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

الذی یراک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین۔ (۲۱)

جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور (دیکھتا رہتا ہے) جب آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں (کے گھروں) کا۔

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہاں گردش سے مراد انبیاء علیہم السلام کی مبارک پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا ہے۔ یہاں تک کہ آپ اس امت میں مبعوث ہوئے۔ (۲۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے:

یعنی گردش سے مراد پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل ہونا ہے آیت مبارکہ میں مفسرین نے ساجدین سے مراد مومنین لئے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام سے حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک جن کے رحموں اور پشتوں میں

جلوہ افروز ہوئے وہ تمام کے تمام صاحب ایمان ہیں۔(۲۳)

تفسیر جمل میں ہے:

اے محبوب! (ﷺ) حضرت آدم وحوا سے لے کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ تک جن مومن مردوں اور عورتوں کے رحموں اور پشتوں میں آپ منتقل ہوئے' ان کو آپ کا رب ملاحظہ کر رہا ہے۔ پس آپ کے تمام آباؤ اجداد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں تمام اہل ایمان ہیں۔(۲۴)

صاوی علی الجلالین میں ہے:

ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ نے جن مومنین کے رحموں اور پشتوں میں گردش کی اللہ تعالیٰ نے انہیں ملاحظہ فرمایا (اس آیت مبارک سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام آباء مومن تھے)۔(۲۵)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ السلام کے والدین شریفین اہل ایمان تھے پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی: الذی یریک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین اس بات کا ثبوت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آباء اللہ تعالیٰ کے منکر نہیں ہو سکتے۔(۲۶)

امام المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں ای فی اصلاب الاباء آدم و نوح و ابراهيم حتى اخرجه نبيا (۲۷)

آپ ﷺ اپنے آباء کے اصلاب یعنی حضرت آدم، حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کی طرف منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی مبعوث فرمادیا۔

امام المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اور قول ہے کہ

اراد و تقلبک فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتی اخرجک فی هذه (۲۸)

وتقلبک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انبیاء کی اصلاب میں تبدیل فرماتا رہا یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف حتیٰ کے اس امت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔

علامہ عبدالرحمن بن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تقلبک فی اصلاب الانبیاء حتی اخرجک (۲۹) یعنی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو انبیاء کرام علیہم السلام کی اصلاب میں منتقل فرماتا رہا حتی کہ آپ کو مبعوث فرمادیا۔

مفسر شہیر شیخ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من نبی الی نبی حتی اخرجک نبیا فمعنی الساجدین فی اصلاب الانبیاء و المرسلین من آدم الی نوح والی ابراھیم والی من بعدہ الی ان ولدتہ امہ۔ (۳۰)

یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف اللہ تعالیٰ منتقل فرماتا رہا حتیٰ کہ آپ کو نبی بنا کر مبعوث فرمادیا۔ ساجدین کا معنی یہ ہے کہ انبیاء اور مرسلین کی اصلاب میں اللہ تعالیٰ آپ کو تبدیل فرماتا رہا۔ حضرت آدم سے حضرت نوح کی طرف (ان سے) حضرت ابراہیم کی طرف اور (ان سے) مابعد آنے والوں کی طرف سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ علامہ فخر الدین رازی کا قول نقل کرتے ہیں۔

فالایت دالت علی ان جمیع اباء محمد ﷺ کانوا مسلمین (۳۱) یعنی یہ آیہ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اور قول نقل کرتے ہیں۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالی "تقلبک فی الساجدین" قال مازال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینقلب فی اصلاب الا نبیاء حتی ولدت امہ۔ (۳۲) اللہ تعالیٰ کے قول "تقلبک فی الساجدین" کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضور اقدس علیہ ﷺ ہمیشہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی اصلاب میں منقلب ہوتے رہے حتی کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنم دیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔

ترجمہ: حضرت آدم سے لے کر آپ ﷺ کے والد محترم حضرت عبد اللہ اور والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک مومنین مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ زمانہ آدم وحوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ تک نہ کوئی مشرک تھا اور نہ متکبر اور سورہ شعراء میں اس بارے "تقلبک فی الساجدین" ہے۔ یعنی (حضور ﷺ کے آباؤ اجداد) تمام کے تمام عیوب سے پاک اور اسلام کے احکام کے مطابق چلنے والے تھے۔ (۴۳)

سید المفسرین علامہ صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ آدم وحوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ و آمنہ تک مومنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے ملاحظہ فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن تھے۔ (۴۴)

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت مبارکہ کے مختلف تین مفہوم نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ابو نعیم نے حضرت ابن عباس کا یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے کہ تقلب سے مراد تنقل فی الاصلاب ہے۔ یعنی جب آپ کا نور یکے بعد دیگرے آپ کے اجداد کی پشتوں سے منتقل ہوتے چلا آرہا ہے تو اس وقت بھی آپ کو آپ کا رب دیکھ رہا تھا کیونکہ آپ کے آباؤ اجداد کو قرآن کریم نے الساجدین (سجدہ کرنے والے) کہا ہے۔ اس لئے اکثر علماء نے اس آیت سے حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا ہے اور اہل السنت والجماعت کے کثیر التعداد جلیل القدر علماء کا یہی مسلک ہے۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ جب بھی نسل انسانی دو حصوں میں بٹی تو مجھے اللہ تعالیٰ نے

اس میں کیا جوان دونوں میں سے بہتر تھا۔ اپنے والدین کے ہاں میری ولادت ہوئی اس حال میں کہ مجھے زمانہ جاہلیت کی کسی چیز نے ملوث نہیں کیا۔ حضرت آدم سے لے کر اپنے والدین تک میرے اجداد اور جدات میں کوئی کبھی بھی بدکاری سے پیدا نہیں ہوا، میں تم سب سے نفس کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں اور باپ کے لحاظ سے بھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کے آباؤ امہات سے کوئی مشرک یا فاسق نہیں ہوا۔ کیونکہ مشرکین کے بارے میں صراحتاً مذکور ہے انما المشرکون نجس (بے شک مشرک نجس ہیں) اور حضور کے آباء نجس نہیں ہو سکتے۔ (۳۵)

قرآن پاک اور تفاسیر سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح اور ظاہر و باہر ہو گیا کہ حضور انور ﷺ کے والدین کریمین بلکہ تمام آباؤ اجداد موحد، متقی اور مسلمان تھے۔

ایمان والدین مصطفیٰ اور حدیث:

اب ہم والدین مصطفیٰ بلکہ تمام آباؤ اجداد کے ایمان کا احادیث و آثار کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں (۱) طہارت نسب (۲) خاندانی عظمت اور (۳) والدین رسول اللہ کو زندہ کرنے اور ایمان کی بحث ہوگی۔

(۱) طہارت نسب:

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں رسالت مآب ﷺ کے آباؤ اجداد کو تمام عیوب و رزائل سے محفوظ رکھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں ہر زمانے میں بہترین لوگوں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

بعثت من خیر قرن بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت فی القرن الذی کنت فیہ (۳۶)۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں، میں اچھے گروہ کی طرف منتقل ہوتا آیا ہوں حتیٰ کہ اس گروہ میں آیا ہوں جس میں اب ہوں۔

حضور اقدس ﷺ نے اپنے نسب شریف پر فخر کرتے ہوئے اباء کا نام لیا ہے فرمایا ہے۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب (۳۷)

یعنی میں نبی اللہ ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے میں حضرت عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اور ایک مقام پر فرمایا: انا ابن الذبیحین۔ میں دوذبیحوں (حضرت اسماعیل و حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

امام احمد بن محمد حضور علیہ ﷺ کے طہارت نسب کے بارے میں فرماتے ہیں۔

آزر (بت تراش) حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں ان میں سے ایک وجہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ "الذی یرٰک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین" اس آیت شریفہ کا معنی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نور مبارک ایک ساجد سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا تھا۔ امام رازی نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ محمد علیہ ﷺ کے جمیع باپ دادا مسلمان تھے" (۳۸)

اس روایت میں جہاں طہارت نسب پر روشنی پڑتی ہے وہاں ساتھ ساتھ ایک مشہور سوال جو طہارت نسب پر ہوتا ہے کا جواب بھی دیا گیا ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ موحد اور مسلمان تھے ان کا نام تارخ تھا۔ آزر جو بت تراش تھا آپ کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا، اور قرآن مجید میں چچا کے لئے بھی اَب کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لم تزل فی ضمائر الکون تختا رلک الامھات والاباء

"ہر دور میں آپ علیہ ﷺ کو بہترین مائیں اور باپ حاصل کرتے رہے جیسے آپ کی ذات کمالات عالیہ کے عطا فرمائے جانے کے سبب باعظمت ہے ایسے ہی آپ کا نسب شریف بھی باعظمت ہے۔ حضرت حواء سے لے کر حضرت آمنہ تک آپ کی تمام مائیں۔ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ کے تمام باپ برگزیدہ اور نیک تھے۔" (۳۹)

حضرت حواء سے چالیس بچے پیدا ہوئے، یہ سب کے سب جڑواں پیدا ہوئے۔ حضرت شیث علیہ السلام ہمارے نبی محترم علیہ ﷺ کے تقدس کے لئے اکیلے پیدا ہوئے اسلئے نور مصطفیٰ علیہ ﷺ حضرت آدم سے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے

اپنے انتقال سے قبل اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو اس نور کے سلسلے میں وصیت فرمائی کہ اس نور کو پاکیزہ (پاکدامن) عورتوں میں رکھا جائے۔ وصیت کا یہ سلسلہ ہر دور میں جاری رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نور حضرت عبدالمطلب کی صلب میں منتقل کر دیا اور آپ سے حضرت عبداللہ کی جانب منتقل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے نسب شریف کو زمانہ جاہلیت کے رزائل سے محفوظ رکھا۔ (۴۰)

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ماولدنى من سفاح الجاهلية شئى ماولدنى الانكاح الاسلام. (۴۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے زمانہ جاہلیت کی کوئی بری چیز نہیں پہنچی میری پیدائش اسلامی نکاح سے ہوئی۔

سیدنا حضرت علی المرتضی کی روایت ہے۔

بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: میں حضرت آدم سے لے کر برائی سے نہیں بلکہ نکاح سے منتقل ہوتا رہا ہوں حتیٰ کہ میرے والدین نے مجھے جنم دیا۔ مجھے اہل جاہلیت کی کوئی بری چیز نہیں پہنچی۔ (۴۲)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خرجت من نكاح غير سفاح (۴۳)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے بغیر کسی برائی کے پیدا ہوا ہوں۔

سیدنا حضرت ابن عباس کی ایک اور روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے والدین نے کبھی کسی برائی کا ارتکاب نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف اچھی حالت میں منتقل فرماتا رہا۔ جب دو گروہ ہوئے تو میں بہترین گروہ میں رہا۔ (۴۴)

۲۔ خاندانی عظمت:

درج ذیل سطور میں حضور انور ﷺ کی خاندانی عظمت کا ہم جائزہ لیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی خاندانی عظمت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیدنا حضرت عبداللہ ابن عمیر رضی اللہ عنہما راوی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق فرمائی، مخلوق سے حضرت آدم کی اولاد کا انتخاب کیا، حضرت آدم کی اولاد سے عرب کا انتخاب کیا، عرب سے قبیلہ مضر کا انتخاب کیا، مضر سے قریش کا انتخاب کیا، قریش سے بنی ہاشم کا انتخاب کیا اور مجھے بنی ہاشم سے منتخب کیا۔ میں نیک لوگوں سے نیک لوگوں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں ۔ جو شخص اہل عرب سے محبت رکھتا ہے میری محبت کی وجہ سے رکھتا ہے اور جو شخص اہل عرب سے بغض رکھتا ہے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے رکھتا ہے۔ (۴۵)

ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے یوں خاندانی عظمت بیان فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا پھر اس سے دو گروہ بنائے تو مجھے ان دونوں میں سے بہترین گروہ میں منتقل فرمایا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں بنایا، پس میں گھر کے لحاظ سے تم سے بہتر ہوں اور ذات کے اعتبار سے بھی تم سے افضل ہوں۔ (۴۶)

۳۔ والدین مصطفیٰ کو زندہ کرنا اور آپ پر ایمان لانا:

حضور اقدس ﷺ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی درخواست پر آپ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ حضور ﷺ پر ایمان لائے پھر دنیا سے رخصت ہو گئے چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی پاک ﷺ نے حجون گھاٹی کی طرف پریشانی اور غم کی حالت میں نزول فرمایا۔ آپ وہاں جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کھڑے رہے پھر آپ خوشی، خوشی واپس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے حجون گھاٹی کی طرف پریشانی اور غم کی حالت میں نزول فرمایا۔ آپ نے وہاں کچھ دیر قیام فرمایا پھر خوشی کی حالت میں واپس تشریف لائے تو آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا تو اس نے میری والدہ کو زندہ کیا، تو وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو واپس کر دیا۔ (۴۷)

اس روایت میں صرف حضور اقدس ﷺ کی والدہ ماجدہ کے زندہ کرنے اور ایمان لانے کا ذکر ہے۔ ایک دوسری روایت میں والد ماجد اور والدہ ماجدہ دونوں کا ذکر ہے۔ اس روایت کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یحیی ابویہ فاحیاھما فما منابہ ثم اماتھما (۴۸) یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کریم سے سوال کیا کہ آپ کے والدین کو زندہ فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے دونوں کو زندہ کردیا۔ دونوں آپ پر ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو موت دے دی۔

اس روایت کے ذیل میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ علامہ سہیل کا قول نقل فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کی رحمت وقدرت میں کمی نہیں آسکتی، نبی کریم ﷺ زیادہ اہل ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی اور بزرگی کا محور بنائے۔''

اس روایت میں حضور کی درخواست پر والد اور والدہ دونوں کے زندہ ہونے اور ایمان کا ذکر واضح صاف اور غیر مبہم الفاظ میں موجود ہے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حواشی درر کے حوالہ سے چند اشعار نقل فرمائے ہیں جو حضور کے والدین کے زندہ کرنے اور ایمان لانے کے سلسلے میں ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

امنت ان اب النبی و امہ	احیا ھما الحی القدیر الباری
حتی لقد شھدا لہ برسالتہ	صدق فبذاک کرامہ المختار
وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہ	فھو الضعیف عن الحقیقۃ عار

(۴۹)

''میں اس بات پر ایمان لایا کہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہما کو ابدی زندہ، قادر مطلق اور مالک نے زندہ کیا۔ حتی کہ دونوں (والدین کریمین) نے حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ اے شخص تو اس کی تصدیق کر کہ وہ سب کچھ رسول مختار ﷺ کی عزت کے لئے ہے اور اس سلسلے میں حدیث موجود ہے۔ اور جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہے وہ

خود ضعیف اور حقیقت سے عاری ہے۔"

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واحیا ابویہ لہ حتی امنابہ (۵۰) اور اللہ نے حضور اقدس ﷺ کے والدین کو زندہ کیا حتی کہ دونوں آپ ﷺ پر ایمان لائے۔

روایات بالا سے واضح ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ آپ پر ایمان لائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن میں صراحتا موجود ہے کہ حضور اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے اجازت لیتے رہے لیکن اجازت نہ ملی۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ایسی روایات بہت پہلے کی ہیں اور منسوخ ہیں، کیونکہ حضور انور ﷺ کے والدین کو بعد میں زندہ کیا گیا اور وہ ایمان لائے۔ یعنی حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایسا ہوا۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کا بھی انکشاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فاحیا امہ و کذا اباہ لایمان بہ فضلا بطیفا

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کی والدہ ماجدہ اور والد ماجد کو آپ پر ایمان لانے کے لئے زندہ کیا۔ یہ بھی حضور ﷺ پر لطف و فضل ہے۔

اس کے ساتھ ہی علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔

ان اللہ احیا ھمالہ فامنابہ و ذلک فی حجۃ الوداع (۵۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے والدین کو آپ کے لئے زندہ کیا دونوں آپ پر ایمان لائے۔ یہ واقعہ (سجدہ کرنے اور ایمان لانے کا) حجۃ الوداع کے موقع پر پیش آیا۔

طہارت نسب، خاندانی عظمت ابوین مصطفیٰ کو زندہ کرنے اور حضور پر ایمان لانے کی تحقیق اور نفیس بحث کے بعد ہمیں یہ نتیجہ اخذ کرنے میں مشکل نہیں رہی کہ حضور ﷺ کے والدین قطعی مومن اور مسلمان ہیں۔

ابوین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان پر علماء امت کا اجماع

حضور اقدس ﷺ کے والدین کے ایمان پر علماء امت کا اجماع ہے چنانچہ علامہ

احمد بن محمد القسطلانی، علامہ یوسف بن اسماعیل بن کثیر، محمد بن احمد القرطبی، علامہ علی بن محمد البغدادی علامہ محمد بن یوسف الشامی، علامہ ابن جوزی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شاہ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ اسماعیل حقی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی، صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی اور امام احمد رضا خان بریلوی وغیرہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے اس مسئلہ کی تائید کی اور مستقل طور پر کتب تصنیف فرمائیں درج ذیل سطور میں اس سلسلے میں چند علماء کے تاثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا بحالت نماز اپنے والدین کے احترام کے سلسلے میں ارشاد گرامی ہے کہ:

اگر میں اپنے والدین کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو پالوں، خود عشاء کی نماز میں مصروف ہوں اور سورہ فاتحہ کی تلاوت بھی کر چکا ہوں پھر (ان کی طرف سے) آواز دی جائے اے محمد ﷺ تو میں لبیک (میں حاضر ہوں) کہہ کر جواب دوں (۵۲)

علامہ قاضی ابوبکر بن عربی مالکی رحمتہ اللہ علیہ کے فتویٰ کی عبارت یہ ہے:

علامہ قاضی ابوبکر بن عربی رحمتہ اللہ علیہ جو آئمہ مالکیہ میں سے ایک ہیں، سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو حضور اقدس ﷺ کے والدین کے بارے کہتا ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں تو انہوں نے جواب دیا جو شخص یہ بات کہتا ہے وہ ملعون ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔'' (۵۳)

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ۔

و اعلم انہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یشرکہ فی ولادتہ من ابویہ اخ ولا لاختہ (۵۴)

یہ بات جان لینی چاہیے کہ نبی کریم الصلوۃ والتسلیم کے آباؤ اجداد یا ان کے بہن بھائیوں میں سے کوئی مشرک نہیں تھا۔

امام موفق الدین بن قدامہ کے فتویٰ کی عبارت یہ ہے۔

من قذف ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل مسلما کان او کافرا (۵۵)
جو شخص حضور اقدس ﷺ کی والدہ ماجدہ پر (شرک وغیرہ) کی تہمت لگائے اس کو قتل کیا جائے گا برابر ہے کہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

اما المحققین امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ حضور کے والدین کریمین جنتی ہیں چنانچہ ابو طالب کے تخفیف عذاب والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

"حضور اقدس ﷺ سے جو قرب والدین کریمین کو ہے ابو طالب کو اس سے کیا نسبت پھر ان کا عذر بھی واضح ہے کہ نہ انہیں دعوت پہنچی نہ انہوں نے زمانہ اسلام پایا تو اگر معاذ اللہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابو طالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے ہوتے۔ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں وللہ الحمد" (۵۶)

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور کے والد ماجد کے اسم گرامی حضرت عبداللہ کے سلسلے میں گوہر افشانی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اب ذرا چشم حق سے حبیب ﷺ کے ساتھ مراعات الٰہیہ کے الطاف خفیہ دیکھئے حضور اقدس ﷺ کے والد ماجد کا نام پاک "عبداللہ" (رضی اللہ عنہ) کہ افضل اسماء امت ہے۔ رسول ﷺ فرماتے ہیں: احب اسماء لکم الی اللہ عبداللہ و عبدالرحمن (۵۷) یعنی تمہارے ناموں میں سے سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔" (۵۸)

چودہ سو سال بعد حقیقت کا انکشاف

۱۹۷۸ء کی بات ہے کہ حکومت سعودیہ نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کے سلسلے میں پروگرام تشکیل دیا۔ پروگرام کے مطابق مسجد نبوی کے پاس جو قبور تھیں ان کو جنت البقیع میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان قبور میں حضور اقدس کے والد گرامی سیدنا حضرت عبداللہ اور سات دوسرے صحابہ کی قبریں بھی تھیں۔ جب حضرت عبداللہ اور دوسرے صحابہ کی قبروں کو کھولا گیا تو ان کے اجساد مبارکہ بالکل ترو تازہ اور صحیح حالت میں پائے گئے۔ یہ خبر تقریباً تمام اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ چنانچہ روزنامہ "نوائے وقت جو بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکا ہے" کی خبر حاضر ہے۔

کراچی ۲۰ جنوری، یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت ﷺ کے والد حضرت عبداللہ

بن عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سوتائی کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام کے جسد مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے ہیں۔ جنہیں بعد ازاں جنت البقیع میں نہایت عزت واحترام کے ساتھ دفنا دیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کے جسم نہایت تروتازہ اور اصل حالت میں تھے۔" (۵۹)

دلائل، براہین اور شواہد کی روشنی میں یہ مسئلہ پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ حضور اقدس ﷺ کے آباؤ اجداد بالعموم اور والدین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین بالخصوص موحد مسلمان اور اہل جنت ہیں۔

حواشی

۱۔ دانش گاہ پنجاب لاہور۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۲ ص ۷۹۶، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ سرور المحزون (فارسی) مطبوعہ، دارالاشاعت دیوبند، ص ۳۔

۳۔ عبدالملک بن ہشام۔ سیرت النبی المعروف سیرت ابن ہشام، مطبوعہ دارالفکر، بیروت، ج ۱ ص اشرف النبی (فارسی) ص ۱۸۶

۴۔ شیخ محمد رضا، محمد رسول اللہ مطبوعہ، تاج کمپنی لاہور، ص ۲۴

۵۔ احمد بن عبداللہ البیہقی، دلائل النبوۃ مطبوعہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ج ۱ ص ۱۰۰

۶۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری شریف، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۲ ص ۵۰

۷۔ ابوالحسن بن عبداللہ البکری، کتاب الانوار ومصباح السرور والافکار، مطبوعہ، مصطفیٰ البابی، مصر ص ۳۴

۸۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوت (فارسی) مطبوعہ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ج ۲ ص ۱۲۔

۹۔ ابوالحسن بن عبداللہ البکری۔ کتاب الانوار ومصباح، السرور والافکار، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر ص ۳۹۔ ایضاً ص ۳۵

۱۰۔ ابوالحسن بن عبداللہ۔ کتاب الانوار ومصباح، السرور والافکار، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر ص ۳۵۔

۱۱۔ شیخ محمد رضا، محمد رسول اللہ، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، ص ۲۵

۱۲۔ محمد بن یوسف الشامی، سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد، مطبوعہ، قاہرہ ج ۱ ص ۳۹۱

۱۳۔ دانش گاہ پنجاب لاہور، دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۲ ص ۷۹۷، الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۴۲، سبل الہدیٰ والرشاد، ج ۱ ص ۳۹۸۔